Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat

دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت

Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)

Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی ابواُسید مالک بن ربیعہ ساعدی اور عبداللہ بن عبدالاسد ابوسلمٰی کے حالات کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 13؍جولائی 2018 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

صحابہ کے ذکر میں آج میں دو صحابہ کا ذکر کروں گا ایک ہیں حضرت ابواُسید مالک بن ربیعہ ساعدی۔حضرت مالک بن ربیعہ اپنی کنیت ابواُسید سے مشہور ہیں۔آپ کا تعلق خزرج کی شاخ بنوسعدہ سے تھا۔حضرت ابواسید مالک بن ربیعہ چھوٹے قد کے تھے۔سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے تھے۔بڑھاپے میں آپ بینائی سے محروم ہو گئے تھے۔60ہجری میں حضرت معاویہ کے دور میں 75 سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔غزوہ بدر میں شامل ہونے والے انصار صحابہ میں سے سب سے آخر میں یہ فوت ہوئے۔حضرت ابواسید غزوہ بدر، احد خندق اور اس کے بعد کی جنگوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔فتح مکہ کے موقع پر ان کے پاس قبیلہ بنوسعدہ کا جھنڈا تھا۔حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت ابواسید ساعدی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی میں دعوت دی۔اس دن ان کی بیوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کر رہی تھی اور وہی دلہن بھی تھی۔بڑی سادگی سے شادی ہو رہی تھی۔شادی کی دعوت ہوئی اور دلہن بھی کھانا پکا رہی تھی سروبھی کر رہی تھی۔

حضرت سہل بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابواسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ان کے بیٹے منذر بن ابی اسید پیدا ہوئے تو ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔آپ نے اس بچے کو اپنی ران پر بٹھا لیا اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام میں مشغول ہو گئے لوگ منذر کو آپ کی ران پر سے اٹھا کر لے گئے جب آپ کو فراغت ہوئی تو پوچھا کہ بچہ کہاں گیا حضرت ابواسید نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے اس کو گھر بھیج دیا ہے۔آپ نے پوچھا اس کا نام کیا رکھا ہے۔ابواُسید نے کوئی نام بتایا کہ فلاں نام رکھا ہے۔آپ نے فرمایا نہیں اس کا نام منذر ہے۔آپ نے اس کا نام منذر رکھا۔

حضرت سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ حضرت عثمان کی شہادت سے پہلے حضرت ابواُسید ساعدی کی بینائی زائل ہو گئی آپ کہا کرتے تھے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں بینائی سے نوازا اور وہ ساری برکات میں نے دیکھیں اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو آزمائش میں ڈالنا چاہا تو میری بینائی ختم کر دی تا کہ میں ان بری حالتوں کو نہ دیکھ سکوں۔

مروان بن الحکم حضرت ابواسید ساعدی کو صدقے پر عامل بنایا کرتے تھے یعنی اکٹھا کرنے کے لئے اور اس کی تقسیم کیلئے۔ حضرت ابواسید ایک مرتبہ زکوۃ کا مال تقسیم کرنے آئے۔جو سامان تھا وہ پورا تقسیم کر کے چلے گئے۔گھر میں جا کر جو سوئے تو خواب میں

انہوں نے دیکھا کہ ایک سانپ ان کی گردن سے لپٹ گیا ہے۔ وہ گھبرا کر اٹھے اور پوچھا کہ کیا مال میں سے کوئی چیز رہ گئی ہے جو تقسیم کرنے کیلئے مجھے دی گئی تھی بیوی نے کہا نہیں۔ حضرت ابواسید نے فرمایا کہ پھر کیا بات ہے کہ سانپ میری گردن میں لپٹ گیا تھا دیکھو شاید کچھ رہ گیا ہو۔ جب انہوں نے دیکھا تو وہ بولی کہ ہاں اونٹ کو باندھنے والی ایک رسی ہے چنانچہ حضرت ابواسید نے وہ رسی بھی جا کر ان کو واپس کر دی۔ حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان صحابہ کو تقویٰ کے باریک ترین معیاروں پر رکھ کر امانت کے اعلیٰ ترین معیار قائم کروانا چاہتا تھا اور اسی لئے پھر خوابوں میں بھی رہنمائی ان کی ہو جاتی تھی۔

ایک مرتبہ کچھ جوانوں نے حضرت ابواسید سے انصار کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ فضائل کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ انصار کے تمام قبائل میں سب سے اچھے بنونجار کے گھرانے ہیں پھر بنوعبدالاشعل پھر بنوحارض بن خزرج پھر بنوساعدہ اور انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہی خیر ہے۔

دوسرے صحابی حضرت عبداللہ بن عبدالاسد ہیں۔ ان کا نام عبداللہ تھا کنیت ابوسلمٰی۔ آپ کی والدہ برہ بنت عبدالمطلب تھیں اور آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت حمزہ کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ انہوں نے ابولہب کی لونڈی ثوبیہ کا دودھ پیا تھا۔ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ پہلے آپ کے نکاح میں تھیں۔ ان کی وفات پر ان کی بیوہ ام سلمٰی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی ہوئی۔ ابن اسحاق کے مطابق ابوسلمٰی دس آدمیوں کے بعد اسلام لائے یعنی ابتدائی مسلمانوں میں سے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عبدالاسد اپنی بیوی حضرت ام سلمٰی کے ہمراہ پہلی ہجرت حبشہ میں شامل ہوئے۔ حبشہ سے واپس مکہ آنے کے بعد مدینہ ہجرت کی۔ جب مسلمانوں کی تکلیف انتہا کو پہنچ گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ جن جن سے ممکن ہو حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر ماہ رجب 5 نبوی میں گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ان میں سے معروف نام یہ ہیں۔ عثمان بن عفان اور ان کی زوجہ رقیہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، عبدالرحمن بن عوف، زبیر بن العوام، ابوحذیفہ بن عتبہ، عثمان بن مظعون، مصعب بن عمیر، ابوسلمٰی بن عبدالاسد اور ان کی زوجہ حضرت ام سلمٰی۔

حضور انور نے فرمایا: یہ عجیب بات ہے کہ ابتدائی مہاجرین میں زیادہ تعداد ان لوگوں کی تھی جو قریش کے طاقتور قبائل سے تعلق رکھتے تھے اور کمزور لوگ کم نظر آتے ہیں جن سے دو باتوں کا پتا چلتا ہے اول یہ کہ طاقتور قبائل سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی قریش کے مظالم سے محفوظ نہ تھے دوسرے یہ کہ کمزور لوگ مثلاً غلام وغیرہ اس وقت ایسی کمزوری اور بے بسی کی حالت میں تھے کہ ہجرت کی بھی طاقت نہ رکھتے تھے۔ قریش مکہ کو ان کی ہجرت کا علم ہوا تو سخت برہم ہوئے کہ یہ شکار مفت میں ہاتھ سے نکل گیا۔ حبشہ میں پہنچ کر مسلمانوں کو نہایت امن کی زندگی نصیب ہوئی اور خدا خدا کر کے قریش کے مظالم سے چھٹکارا ملا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوسلمٰی نے حبشہ سے واپس آنے کے بعد حضرت ابوطالب سے پناہ طلب کی تو بنومخزوم میں سے چند اشخاص ابوطالب کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ تم نے اپنے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اپنی پناہ میں رکھا ہی ہوا ہے مگر

ہمارے بھائی ابوسلمہ کوتم نے کیوں پناہ دی ہے؟ ابوطالب نے کہا اس نے مجھ سے پناہ طلب کی اور وہ میرا بھانجا بھی ہے اور اگر اپنے بھتیجے کو پناہ نہ دیتا تو بھانجے کو بھی پناہ نہ دیتا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت ام سلمٰی سے روایت ہے کہ جب میرے خاوند حضرت ابوسلمٰی نے مدینہ جانے کا قصد کیا تو اپنے اونٹ کو تیار کیا اور مجھے اور بیٹے سلمٰی کو جو میری گود میں تھا اس پر سوار کروایا اور پھر چل پڑے آگے جا کر بنومخزوم کے چند لوگوں نے گھیر لیا اور کہا کہ ام سلمہ ہماری لڑکی ہے ہم اس کو تمہارے ساتھ نہیں جانے دیں گے۔ حضرت ام سلمٰی کہتی ہیں کہ ان لوگوں نے میرے خاوند کو مجھ سے چھین لیا۔ حضرت ابوسلمٰی کا قبیلہ بنوعبدالاسد کے لوگ اس بات پر بہت خفا ہوئے اور انہوں نے کہا کہ یہ لڑکا ابوسلمہ کا ہے اس کو ہم تمہارے پاس نہیں چھوڑیں گے چنانچہ وہ میرے بچے کو لے گئے۔ لڑکی کو اس کے قبیلے نے رکھ لیا اور جو بچہ تھا وہ مرد کے قبیلے والے نے لے لیا اور کہتی ہیں کہ میں بالکل تنہا رہ گئی۔ میں ایک سال تک اسی مصیبت میں گرفتار رہی اور ہر روز ابطہ مقام پر جا کر روتی۔ ایک روز میرے چچا کے بیٹوں میں سے ایک نے مجھے وہاں روتے دیکھا تو اس کو مجھ پر رحم آیا اور اس نے میری قوم بنومغیرہ سے جا کر کہا کہ تم اس مسکین عورت کو کیوں ستاتے ہو تم نے اس کو اس کے خاوند اور بچے سے جدا کر دیا ہے اس کو چھوڑ دو اس پر انہوں نے مجھے کہہ دیا کہ اپنے خاوند کے پاس چلی جاؤ حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ اس کے بعد میرے بیٹے کو بنی عبدالاسد نے واپس کر دیا پھر میں نے اپنے اونٹ کو تیار کیا اور اپنے بچے کو ساتھ لے کر اس پر سوار ہوئی جب میں مدینہ کو روانہ ہوئی تو کوئی بھی مددگار میرے ساتھ نہ تھا جب مقام تنعیم میں پہنچی تو وہاں پر مجھے حضرت عثمان بن ابوطلحہ ملے یہ اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے انہوں نے سن 6 ہجری میں اسلام قبول کیا تھا۔ مجھے کہنے لگے کہ اے ام سلمٰی کدھر جا رہی ہو؟ میں نے کہا کہ میں اپنے خاوند کے پاس مدینہ جا رہی ہوں۔ حضرت عثمان نے دریافت کیا کہ کیا تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ میں نے کہا کہ خدا کی قسم کوئی بھی نہیں صرف میرا یہ بیٹا اور خدا میرے ساتھ ہے عثمان نے کہا کہ اللہ کی قسم اس طرح تن تنہا میں تمہیں ہرگز نہیں جانے دوں گا میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں پھر انہوں نے میرے اونٹ کی مہار پکڑ لی۔ حضرت ام سلمہ بیان کرتی ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے عرب کے آدمیوں میں سے اتنا معزز شخص کوئی نہیں دیکھا۔ جب چلنے کا وقت ہوتا تو وہ اونٹ کو تیار کر دیتے اور پھر میں اس پر سوار ہو جاتی اور وہ نکیل پکڑ کر چل پڑتے یہاں تک کہ ہم اسی طرح مدینہ پہنچ گئے۔ ہجرت کے دوسرے سال جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ عشیرہ کیلئے نکلے تو ابوسلمٰی کو مدینہ میں امیر مقرر فرمایا۔

پھر سیرۃ خاتم النبیین میں لکھا ہے کہ محرم 4 ہجری میں اچانک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں یہ اطلاع پہنچی کہ قبیلہ اسد کا رئیس طلیحہ بن خویلد اور اس کا بھائی سلمہ بن خویلد اپنے علاقہ کے لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کرنے کے لئے آمادہ کر رہے ہیں۔ اس خبر کے ملتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً ڈیڑھ سو صحابیوں کا ایک تیز رو دستہ تیار کر کے اس پر ابوسلمہ بن عبدالاسد کو امیر مقرر فرمایا اور تاکید کی کہ پیشتر اس کے کہ بنواسد اپنی عداوت کو عملی جامہ پہنا سکیں انہیں منتشر کر دیں چنانچہ ابوسلمہ نے مقام قطن میں انہیں جا لیا لیکن کوئی لڑائی نہیں ہوئی اور ابوسلمہ چند دن بعد مدینہ واپس پہنچ گئے۔ اس سفر کی غیر معمولی مشقت سے ابوسلمہ کا وہ زخم جو انہیں احد میں آیا تھا اور ابھی بظاہر مندمل ہو چکا تھا پھر خراب ہو گیا اور باوجود علاج معالجہ کے بگڑتا ہی گیا اور بالآخر اسی

بیماری میں اس مخلص اور پرانے صحابی نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے وفات پائی۔انہیں مدینہ میں دفن کیا گیا۔ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ابوسلمہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے یہ دعا کی کہ اے خدا میرے اہل میں میرا جانشین بہترین شخص کو بنانا چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ سے نکاح کر لیا۔

ام سلمہ ایک خاص پائے کی خاتون تھیں اور نہایت فہیم اور ذکی ہونے کے علاوہ اخلاص و ایمان میں بھی ایک اعلیٰ مرتبہ رکھتی تھیں۔ حضرت ام سلمہ پڑھنا بھی جانتی تھیں اور مسلمان مستورات کی تعلیم و تربیت میں انہوں نے خاص حصہ لیا چنانچہ کتب حدیث میں بہت سی روایات اور احادیث ان سے مروی ہیں اور اس جہت سے ان کا درجہ ازواج النبی میں دوسرے نمبر پر اور کل صحابہ مرد و زن میں بارہویں نمبر پر ہے۔اللہ تعالیٰ ان صحابہ کو مزید بلندیوں پر لے جاتا چلا جائے اور ہمیں بھی ان نیکیوں کو کرنے کی توفیق دے جو یہ لوگ کرتے رہے۔

حضور انور نے فرمایا اب میں کچھ وفات شدگان کا اعلان کروں گا اور ان کا جنازہ نماز کے بعد پڑھاؤں گا۔ان میں سے پہلے ہیں راجہ نصیر احمد صاحب ناصر جو واقف زندگی تھے اور مربی سلسلہ تھے اور سابق ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ بھی رہے۔6؍جولائی کو صبح گیارہ بجے 80 سال کی عمر میں ان کی طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں وفات ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ 7؍مئی 1938ء کو بھیرہ ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔1958ء میں انہوں نے زندگی وقف کی۔جامعہ سے فارغ ہونے کے بعد 47 سال جماعت کی خدمت کی توفیق ملی پاکستان میں مختلف جگہوں پر مربی کے طور پر خدمات سرانجام دیں اور 2012 میں یہ ریٹائرڈ ہوئے۔قرآن کریم کی تلاوت کا اُن کو بڑا شوق تھا،اپنی اولاد کو ہمیشہ یہ نصیحت کی کہ کبھی شرک نہ کرنا اور خلافت سے ہمیشہ وابستہ رہنا۔خود بھی انہیں باتوں کو اپنی زندگی کا محور بنایا۔اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں اور خوبیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرے دو جنازے مکرم مبین احمد صاحب اور مکرم محمد ظفر اللہ صاحب ابن لیاقت علی صاحب کے ہیں۔ 7؍جولائی 2018 کو تقریباً دوپہر کے تین بجے کراچی کے علاقہ ویٹا چوک چورنگی انڈسٹریل ایریا میں ڈاکوؤں نے فائرنگ کر کے تین احمدی خدام مبین احمد صاحب ابن محبوب احمد صاحب اور ظفر اللہ صاحب اور محمد نصر اللہ صاحب کو زخمی کر دیا تھا جس سے مبین احمد صاحب اور ظفر اللہ صاحب کی شہادت ہوگئی۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔اس واقعہ میں زخمی ہونے والے حافظ نصر اللہ صاحب تھے ان کا آپریشن ہو چکا ہے ہسپتال میں زیر علاج ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ان مرحومین کے درجات بلند فرماتا رہے۔لواحقین کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 13 th - July - 2018

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....
....
....
....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB